مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور روح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف ؒ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنھوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین واحباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است ۔۔۔ خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۱۳، سائیڈ اے، ۲۷ اگست ۱۹۸۲ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! پچھلے درس میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا موازنہ کر رہے تھے، اُنھوں نے فرمایا کہ میرے سارے عمل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دو دن کے عملوں کے برابر ہو جائیں تو مجھے یہ پسند ہے۔ فرمایا - ایک عمل ایک شب کا ہے ایک عمل ایک دن کا ہے۔ رات کا عمل تو وہ بتلایا جب غار میں آپ تشریف لے گئے۔ اس وقت جو اُنھوں نے ایثار کیا وہ بہت زبردست تھا اور دن کا عمل اُنھوں نے اور بتلایا، وہ یہ کہ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ جو عرب کے قبائل تھے وہ اسلام سے پھر گئے العیاذ باللہ، وَ قَالُوْا لَا نُؤَدِّیْ زَکٰوۃً اور اُنھوں نے کہا ہم

زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالاً لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ اگر یہ لوگ ایک رسّی دیا کرتے تھے جانور کے ساتھ اور اَب وہ رسّی نہ دیں لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ تو میں اس پر بھی اُن سے جہاد کروں گا۔ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ لوگوں کو مانوس کیجیے اور لوگوں کے ساتھ نرمی کیجیے فَقَالَ لِیْ اُنھوں نے مجھے جواب دیا اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِی الْإِسْلَامِ زمانۂ جاہلیت میں تو تم بہت زبردست تھے۔ بڑے مضبوط اور بہادر تھے وَخَوَّارٌ فِی الْإِسْلَامِ اب اسلام کے دَور میں ایسے پھُس پھُسے ہو گئے، تو یہ کمزوری تو مناسب نہیں ہے۔

مَیں نے آپ کو بتلایا تھا کہ جب ۶ھ میں صلح حدیبیہ ہوئی تو حضور علیہ السّلام نے بادشاہوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اُن میں جو روم کا بادشاہ تھا جس کی حکومت شام تک (پھیلی ہوئی) تھی، یہ فلسطین، لبنان، اُردن، شام یہ سب اس کی حکومت میں داخل تھے اور عراق کا ایک حصّہ بھی تھا، تو اُس کے پاس جب والا نامہ پہنچا تو پہلے تو اُس نے والا نامہ کی بڑی تعظیم کی بہت متأثر ہوا اور اس کے دل میں یہ آیا کہ میں اپنی قوم سے کہوں کہ تم مسلمان ہو جاؤ اس نے ایسا انتظام بھی کر لیا۔ اُس نے لوگوں کو بلایا جیسے دیوانِ خاص یا دیوانِ عام لگے ہوئے ہوتے ہیں وہاں بلایا لوگ نیچے تھے وہ اُوپر تھا، یہاں بھی ایسا ہی سلسلہ بنا ہوا ہے۔ بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ اُونچی ہوتی ہے اور لوگوں کی نیچے اب سٹیج اس کی نقل ہو گئی وہ آیا وہاں اور اس نے آکر اُن سے کہا کہ ایسے مجھے والا نامہ ملا ہے اور تم لوگ یہ چاہتے ہو اگر کہ فلاح و کامیابی اور رُشد حاصل کر لو تو پھر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیعت کر لو، اِن کو مان لو تمہارا ملک بھی ثابت رہے گا۔ اُنھوں نے جب اس کی یہ تقریر سُنی تو وہ بھاگ گئے۔ بھاگے تو دیکھا کہ دروازے بند ہیں۔ یعنی اُنھوں نے واک آؤٹ کیا کہ نکل گئے وہاں سے احتجاج کے طور پر، اس نے پہلے ہی دروازے بند کرا دیے تھے کہ باہر نہ کوئی نکلنے پائے۔ پھر سپاہیوں سے کہا بلا کر لاؤ انھیں میرے پاس اور اُس نے کہا کہ مَیں تمہارا مذہب دیکھنا چاہتا تھا کہ تم کتنے اپنے مذہب پر قائم ہو۔ مَیں نے وہ آزما لیا تم اپنے مذہب پر بڑے پکّے ہو۔ اب اس نے دوسری تدبیریں کیں وہ یہ کہ مسلمانوں کو بڑھنے ہی نہ دیں۔ آگے ہی نہ بڑھتے دیں، چنانچہ اس نے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی مسلمانوں سے تو ایک جگہ ہے مُوتہ جو مدینہ منورہ سے شام کے راستہ میں آتی ہے۔ وہاں اُس نے ایک لشکر بھیج دیا جب اطلاع ملی کہ وہاں ایک لشکر آیا ہے تو پھر جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر روانہ فرما دیا اور اس کی

قیادت کے لیے تین حضرات کے بارے میں فرمایا کہ اگر یہ نہ رہیں تو پھر یہ اور یہ نہ رہیں تو یہ اور یہ نہ رہیں تو یہ، وہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اُن کے بارے میں تو بتلایا اور پھر آخر میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے، وہ تھے، اُن کے بارے میں فرمادیا کہ پھر یہ لے لیں قیادت، اب وہاں اسی طرح صفیں بنیں لڑائی ہوئی اور بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ ایک شہید ہوگئے تو جھنڈا دوسرے نے لے لیا۔ دوسرے شہید ہوگئے تیسرے نے لے لیا تیسرے جو تھے، وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں یہ باتیں بتلاتے رہے کہ اس وقت وہاں یہ ہورہا ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بے حد بہادری اور قوت کا مظاہرہ کیا۔ ایک بہت بڑی قوت تھی اُن کی جسمانی کہ اُن پر زخم بھی آتے رہے وار بھی ہوتے رہے اور ایک ہاتھ کٹ گیا، ایک ہاتھ کٹ گیا تو دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا انہوں نے جھنڈا چھوڑا نہیں۔ دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا تو انہوں نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا جو کٹ چکے تھے

پھر وہ شہید ہوئے نوے سے زیادہ زخم ان کے جسم پر آئے۔ اگلے حصہ میں، بالآخر وہ شہید ہوگئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ اب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا ہاتھ میں لے لیا اور اللہ تعالیٰ اُن کو فتح دے دی مِنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ بغیر اس کے کہ انہیں امیر کوئی مقرر کرتا یا میں اُن کو مقرر کرتا ماحول کے مطابق انہوں نے فوراً کارروائی کی اور جھنڈا لے لیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمادی۔ یہ باتیں تو اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیں تھیں، موتہ کے غزوہ کا معجزہ ہے کہ وہاں لڑائی ہورہی تھی اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلارہے تھے۔ باقاعدہ اطلاع جو فتح کی ہے، وہ تو آدمی لے کر بہت بعد میں آیا ہے کئی دن بعد پہنچا ہے آدمی، تو یہ لڑائی سب سے پہلی ہوئی ہے مسلمانوں کی اور عیسائیوں کی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس عیسائی بادشاہ نے جو اسلام کی طرف بھی آگیا تھا۔ طبیعت اس کی مان رہی تھی اپنے لوگوں کو بھی لانا چاہتا تھا، لیکن جب لوگ نہ مانے مایوس ہوگیا تھا تو پھر اُس نے یہ کیا کہ اس طرح سے اُن کو کچل دینا چاہیے۔ بڑھنے ہی نہ دو آگے تو اس میں یہ ہوا کہ وہ مار تو نہ سکے اُن کو، نقصان بہت ہوگیا، مسلمانوں کا مگر شکست نہیں ہوئی اس کے بعد اطلاع ملی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے کوئی نو مہینے پیشتر کہ یہ تبوک میں جمع ہوگئے ہیں تبوک میں معلوم یہ ہوا تھا کہ کوئی بہت بڑا لشکر ہے جو آنے والا ہے اور بادشاہ خود آنے والا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں خود تشریف لے گئے، اور

تیس ہزار صحابہ کرام کا لشکر تھا۔ اتنی بڑی تعداد کبھی صحابہ کرام کی جمع نہیں ہوئی تھی، کسی لشکر میں وہاں تشریف لے گئے، لیکن نہ بادشاہ آیا نہ کوئی لشکر آیا۔ معلوم ہوا کہ ہمت ہی نہیں ہوئی۔ بہرحال وہ نہیں آئے۔ اس کے بعد یہ چیز چل رہی تھی کہ کہیں اور وہ جمع ہو رہے تھے جہاں وہ جمع تھے وہاں کارروائی ضروری تھی تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ کو جن کی عمر بہت تھوڑی تھی کوئی سترہ سال عمر تھی اُن کو سپہ سالار بنایا اور اُن کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو روانہ فرمایا اور دستِ مبارک سے جھنڈا تیار کر کے دیا، لیکن انہی دنوں میں علالت شروع ہوگئی۔ جب علالت شروع ہوئی ہے تو سفر مؤخر ہوگیا پھر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے رُخصت ہوگئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی جگہ قائم مقام ہوگئے۔ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں تو یہ لشکر روکوں گا نہیں۔ مَیں تو بھیجوں گا، حضرت عمرؓ عرض کرنے لگے کہ اِدھر وہ زکوٰۃ سے انکار کر رہے ہیں۔ وہ جمع ہوگئے ہیں اور کچھ وہ جھوٹی نبوت کے دعویدار یہ بھی کاروبار ہے تو بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے شروع کر دیے تھے ایک دو چار چھ سات تک ہوگئے ابوبکرؓ کے زمانہ میں انھوں نے کہا میں اِن سے بھی لڑوں گا۔ اب آدمیوں کی تعداد تو محدود ہے۔ وسائل محدود ہیں، آپ تین طرف لشکر بھیج رہے ہیں۔ ایک اِدھر بڑی حکومت تھی وہ سُپر پاور طاقت تھی۔ دُنیا کی سب سے بڑی طاقتیں دو ہی تھیں، رومی حکومت تھی یا یہ کسریٰ کی فارسی ایرانی حکومت تھی، اور ان میں سے ایک سُپر پاور کے مقابلے کے لیے بھی آپ لشکر بھیج رہے ہیں۔ اِدھر جو قبائل اِنکارِ زکوٰۃ کر رہے اُن سے بھی آدمی آپ لڑنے کے لیے بھیج رہے ہیں اُدھر آپ اُن لوگوں کے مقابلے میں بھی بھیج رہے ہیں کہ جنہوں نے دعویٰ نبوت کر رکھا ہے جیسے مُسیلمہ کذاب تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبردست ہمت تھی انھوں نے کہا ذرا نرمی کر لیجیے، ہیں تو مُسلمان سمجھ جائیں گے، سمجھ جائیں گے تو اس کے بعد زکوٰۃ دینے لگیں گے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ زمانہ جاہلیت میں تو تم بہت زبردست تھے، بڑے مضبوط اور بہادر تھے، اب اسلام کے دَور میں ایسے پھس پھسے ہو گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ دن ہے وہ کہ جس کے بارے میں میری خواہش ہے کہ میرے سارے عمل اس دن کے برابر ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کی محبت نصیب فرمائے۔